OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 7, Issue 4 (October-December 2024)

عہدِ نبوی کے معاشی اقدامات اور سماجی استحکام: عصری تناظر میں انطباقی مطالعہ

Economic Measures and Social Stability in the Prophetic Era (SAW): An Adaptive Study in the Contemporary Context

Dr. Abdul Aleem
Assistant Professor, Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Sialkot
Dr. Asjad Ali
Assistant Professor, Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Sialkot

Abstract

Before the advent of Islam, trade was the primary occupation of the people in Makkah. However, their commercial dealings often lacked ethical principles, leading to widespread exploitation. Deception, fraud, misrepresentation, and adulteration were common practices, resulting in economic injustices and fueling tribal and familial conflicts.

In such circumstances, the Prophet Muhammad ﷺ introduced significant economic reforms, declaring all forms of trade unlawful that involved individual or collective harm. His approach aimed not only at preventing economic exploitation but also at fostering social stability by promoting generosity and compassion through charity and welfare initiatives.

CC BY

The Prophet ﷺ prioritized intellectual and moral training in economic matters. He emphasized ethical trade practices and their positive impact on society, advocating contentment over greed and reinforcing the belief that sustenance is a divine provision. These aspects will be explored in the study.

Additionally, the research will highlight the benefits of interest-free financial transactions and their role in sustainable economic development. The study will also delve into the Prophet's ﷺ directives regarding debt management, workers' rights, and financial policies that supported public welfare. By analyzing these measures, the paper will illustrate how adopting these principles in the modern era can lead to economic prosperity and stability, mirroring the successes witnessed during the Prophetic period and the era of the Rightly Guided Caliphs.

Keywords: The Prophetic Era ﷺ, Intellectual and Psychological Influences, Driving Forces, Economic and Social Stability, Ethical Trade Practices, Public Welfare, Contentment, Spiritual Fulfillment, Human Rights, and Financial System

تعارف

کسی بھی معاشرے کی ترقی اس کے سماجی استحکام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت ہوتی ہے لوگوں کی خوشحالی کا انحصار یقیناً ان کی معاشی صورتحال کے ساتھ جڑا ہوا ہے جتنی معیشت مضبوط ہوگی اتنا ہی معاشرہ مستحکم ہوگا لوگ فتنہ وفساد اور نفرت ودشمنی سے دور رہتے ہوئے آپس میں محبت وخیر خواہی کے ساتھ رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیاسی قوت حاصل کرنے کے فوری بعد اسلامی حکومت میں سب سے زیادہ معاشی اقدامات فرمائے تاکہ حقوق کی حفاظت کے ساتھ ساتھ مال کی حفاظت ہو اور اس سبب لوگوں کو بے شمار برائیوں سے روکا اور بچایا جاسکے۔ حجاز کے علاقے میں تجارتی معاملات میں بہت خرابیاں تھیں جن کے سبب مالی بدحالی بہت تھی اور معاشی استحصال ہو رہا تھا۔ لوگ اپنی مالی حیثیت میں یا کسی بھی طاقت کے سبب زور زبردستی کرنے کو اپنا حق سمجھتے تھے اور حقوق غصب کرنا ان کے ہاں کوئی برائی نہ تھی۔ ایسے حالات میں رسول اللہ ﷺ نے بڑی

حکمت کے ساتھ سب سے پہلے مکہ کے لوگوں کی ذہنی تربیت کی اور انہیں راغب کیا کہ ہر معاملہ میں لوگوں کی خیر خواہی کرنا اور اپنے سے بڑھ کر دوسروں کا خیال رکھنا زندگی اور اس کے معاملات میں خیر وبرکت کا ذریعہ ہوتا ہے اس کے ساتھ آپ ﷺ نے زندگی کے تمام معاملات کے بارے الگ الگ تفصیلی رہنمائی فرمائی اسی اعتبار سے دینِ اسلام کامل دین کہلاتا ہے۔

عہد نبوی ﷺ کے معاشی اقدامات جن کے ذریعے سماجی استحکام وقوع پذیر ہوا درج ذیل ہیں۔

٭۔ معاشی اصولوں سے استفادہ کے لیے ذہن سازی

نبی امی ﷺ نے معاشی معاملات کے لیے پہلے لوگوں کی ذہن سازی فرمائی انہیں بتایا کہ معاشی اصولوں پر عمل سے لوگوں کو کتنی خیر وبرکت ملے گی اور سب خزانوں کا مالک خوش ہو کر ان کی سب نعمتوں میں کس قدر اضافہ فرمائے گا اور اگر لوگ ناسمجھی میں صرف اپنے فائدے کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی غلط قدم اٹھائیں گے تو ہم سب کا خالق ومالک اور رب العالمین ناراض ہو جائے گا اور ہماری نعمتوں میں تنگی یا خاتمہ فرمادے گا جیسا کہ قارون بھی اپنی غلط روش کے سبب بے شمار دولت ووسائل کے باوجود خود کو انجامِ بد سے نہ بچا سکا۔ اور اللہ جب کسی کو پکڑنے کا فیصلہ کرلیتا ہے تو پھر اس کی پکڑ سے کوئی نہیں بچ سکتا جیسا کہ فرمایا: " إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ "[1] (بے شک تیرے رب کی پکڑ یقیناً بہت سخت ہے)۔

1۔ سچے تاجر کی فضیلت

سچا تاجر جو اپنی تجارت میں جھوٹ، ملاوٹ اور دھوکا نہیں رکھتا کیونکہ یہ سب حقیقت کو چھپانے والی باتیں ہیں لہذا جو سچا ہوگا وہ کبھی بھی ایسے کام نہیں کرے گا جس کے سبب اس کی سچائی پر داغ لگے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے عظیم بشارت سنائی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: " التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ "[2] (سچا اور امانت دار تاجر (قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا)۔

ہر مسلمان اس شاندار انجام کی خواہش رکھتا ہے لہذا کیونکر وہ اپنی تجارت میں ایسی غفلت کرے گا یقیناً اس کا ذہن غلطی کو قبول ہی نہ کرے گا۔

2۔ ہاتھ کی کمائی کی فضیلت

ہاتھ کی کمائی کا مطلب اپنی ذہنی وجسمانی محنت سے کمانا اور کسی دوسرے کے مال پر بُری نظر نہ رکھنا۔ اس اچھے عمل سے منفی سوچ ختم ہو جاتی ہے اور ہر کوئی مثبت سوچ سے کماتا ہے اور دوسروں کا مددگار بھی ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: " قَالَ مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ۔ "[3] (کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ پاک کھانا نہیں کھایا اور اللہ تعالی کے نبی حضرت داودؑ بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔)۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے بتایا کہ خود ہاتھ سے کمانا انسان کے لیے بہترین روزی کا باعث ہے بلکہ انبیاءؑ کا بھی عمل ہے اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: " لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلَهُ "۔[4] (تم میں سے کوئی شخص اپنی رسیوں کو لے (اور لکڑیاں اکٹھی کر کے لائے تو ایسا کرنا لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلانے سے بہتر ہے)۔ اس حدیث میں بتایا کہ

خود کام کرنے والا معاشرے کے لیے مفید فرد کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے والا معاشرہ کے لیے بوجھ ہوتا ہے لہٰذا خود کمانے والا ہی معاشرتی استحکام کا ذریعہ ہوتا ہے۔

***۔ تجارت کے بنیادی اصول:**

حضور نبی کریم ﷺ نے تجارت و معیشت کے لیے کچھ باتیں اصولی لحاظ سے بیان فرمائیں تاکہ معاملہ کسی بھی نوعیت کا ہو اگر ان اصولوں کو مدنظر رکھا جائے گا تو معاشرہ مستحکم ہو گا اور بگاڑ سے محفوظ رہے گا۔

1۔ باہمی رضامندی

ہر معاملہ میں فریقین کی رضامندی ضروری ہے تاکہ بخوشی اور آزاد مرضی سے دونوں کے درمیان معاملہ ہو کوئی کسی پر زور زبردستی نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا "[5] (اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ تمھاری آپس کی رضامندی سے تجارت کی کوئی صورت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر ہمیشہ سے بے حد مہربان ہے۔) اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے: " إنما البيع عن تراض "[6] (بیع بیچنے والے اور خریدنے والے کی باہمی رضامندی سے منعقد ہوتی ہے)۔ معاملہ بگڑتا ہی تب ہے جب کسی کی رضامندی کو متاثر کیا جائے چاہے غلط بیانی کر کے یا دھوکا دے کر یا کوئی دباؤ ڈال کر۔

2۔ معاہدہ یا معاملہ لکھنا اور گواہ بنانا

اپنے معاہدات و معاملات کی وضاحت اور شفافیت کے لیے بہتر ہے کہ سب باتیں تحریر کر لی جائیں اگر زبانی معاہدہ ہو تو اس کی شفافیت کے لیے گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات ہر لحاظ سے شک وشبہ اور ہر ممکن غلطی کو ختم کرنا چاہتی ہیں تاکہ معاشرے میں بگاڑ کی کوئی صورت باقی نہ رہے اور سماجی استحکام ہی رہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ ۔"[7] (اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب آپس میں ایک مقرر مدت تک قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لو اور ایک لکھنے والا تمھارے درمیان انصاف کے ساتھ لکھے)۔ اس آیت میں معاملے کو لکھنا اور وہ بھی عدل کے ساتھ لکھنے کا حکم ہے اور پھر مزید بہتری کے لیے ساتھ گواہ رکھنے کا بھی حکم ہے تاکہ ہر ممکن غلطی سے بچا جاسکے کیونکہ دین اسلام اور رحمۃ للعالمین محبتیں بڑھانے اور نفرتیں ختم کرنے کی تعلیمات دیتے ہیں تاکہ معاشرے میں اتفاق واتحاد کو پروان چڑھاتے ہوئے سماجی استحکام کو مضبوط کیا جائے۔

3۔ بیع میں اختیار کا ہونا

بیع کا معاملہ بے شک رضامندی سے ہو لیکن بعض اوقات بیع کی مجلس کے اختتام پر رائے بدل سکتی ہے اور خریداری کا ارادہ بدل سکتا ہے لہٰذا قباحت کو مٹانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے بیع میں خریداری کا معاملہ طے ہو جانے کے باوجود چیز اور معاملے کو

واپس کرنے کا اختیار بتا دیا تاکہ خوش اسلوبی سے معاملے کا خاتمہ ہو آپ ﷺ کا فرمان ہے:" اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا ۔"[8] (خریدنے اور بیچنے والے دونوں کو اس وقت تک اختیار ہوتا ہے، جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں)۔

4۔ تجارت میں عیب بیان کرنا

بنیادی اصول یہ ہے کہ چیز صحیح سلامت ہو تو اس کا بیچنا جائز ہے لیکن اگر اس چیز میں نقص یا عیب موجود ہو تو اس کا ظاہر کرنا ضروری ہو گا۔[9] ورنہ وہ دھوکے والی بیع ہو گی جو کے حرام ہے۔[10] یہ اصول اس لیے واضح کر دیا تاکہ بعد میں کوئی جھگڑے یا بگاڑ کی صورت نہ ہو اور معاشرہ خرابیوں سے محفوظ رہے۔

*۔ نبی کریم ﷺ کے معاشی اقدامات

سماجی استحکام کے لیے آپ ﷺ کے معاشی اقدامات لازوال حیثیت رکھتے ہیں کسی بھی معاشرے میں جب جب ان اقدامات کو اپنایا گیا خیر وبرکات کے لیے آسمانی دروازے کھول دیے گئے آج بھی اور قیامت تک یہ اصول مسلمہ حقیقت کا درجہ رکھتے ہیں کہ جو بھی اپنی معیشت میں ان اقدامات کو عمل میں لائے گا بہترین نتائج پائے گا۔ آپ ﷺ نے عرب معاشرے کو جو کے خرابیوں سے بھرا ہوا تھا اور اخلاقی گراوٹ عروج پر تھی حسن اخلاق کی تعلیمات کے ساتھ مزین کرتے ہوئے ان کے لیے ایسے خوبصورت اور کار آمد معاشی اقدامات کیے کہ لوگ نہ صرف برائیوں سے نجات پا گئے بلکہ معاشی ترقی کے ساتھ خوش حال بھی ہو گئے یہ اقدامات درج ذیل ہیں۔

1۔ دھوکے پر مبنی خرید وفروخت ممنوع قرار دینا

نبی اکرم ﷺ نے اپنے علاقے میں ہونے والی تجارت میں ایسی خرید وفروخت کو ممنوع قرار دیا جس میں دھوکا یا دھوکے کا شائبہ بھی تھا، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:" نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ، وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ "[11] (کنکر پھینک کر بیع کرنے اور دھوکے والی بیع سے منع فرمایا ہے۔) اس معاشی اصول سے لوگوں کے حقوق محفوظ ہو گئے اور جتنی بھی ایسی بیوع تھیں جن میں دھوکہ یا حق مارنے والی بات تھی سب کو ممنوع قرار دے دیا جن کا مختصر ذکر درج ذیل ہے۔

بیع الملامسہ والمنابذہ

ملامسہ ایسی بیع جس میں خریدار کپڑا بیچنے والے کے کپڑے کو بس ہاتھ لگا دیتا ہے چاہے اندھیرا بھی ہو اسی طرح منابذہ ایسی بیع جس میں بیچنے والا اپنا کپڑا کسی دوسرے کی طرف پھینک دیتا ہے دونوں صورتوں میں سوچ وبچار اور رضامندی کو ضروری نہیں سمجھا جاتا اور ان کے درمیان بیع پختہ عہد کی صورت بن جاتی ہے ایسی بیع سے آپ ﷺ نے منع فرما دیا:" نَهَى عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَهِيَ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ بِالْبَيْعِ إِلَى الرَّجُلِ قَبْلَ أَنْ يُقَلِّبَهُ أَوْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ وَنَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الثَّوْبِ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ "[12] (رسول اللہ ﷺ نے بیع منابذہ سے منع فرمایا اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص خرید وفروخت کرتے وقت کپڑا خریدار کی طرف پھینک دے قبل اس کے کہ وہ اسے الٹ پلٹ کر دیکھے۔ اسی طرح آپ نے بیع ملامسہ سے بھی منع فرمایا اور

ملامسہ یہ ہے کہ دیکھے بغیر صرف کپڑے کو ہاتھ لگانے ہی سے بیع پختہ ہو جائے۔) چونکہ اس میں جہالت کے سبب دھوکے کا احتمال ہے اس لیے آپ ﷺ نے منع فرمادیا۔ امام شوکانیؒ کا قول ہے کہ: "بیع ملامسہ اور منابذہ سے روکنے کی وجہ دھوکہ، جہالت اور خیار مجلس کا ابطال ہے"[13]

2۔ حرام اشیاء کی تجارت سے منع کرنا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: " إن الله إذا حرم على قوم اكل شیء حرم عليهم ثمنه "[14] (اللہ تعالیٰ نے جب کسی قوم پر کسی چیز کے کھانے کو حرام کیا ہے، تو اس قوم پر اس کی قیمت لینے کو بھی حرام کر دیا ہے)۔ اس حدیث میں واضح ہے کہ حرام چیزوں کی کوئی قیمت نہیں ہوتی لہذا ان اشیاء کو خریدا یا بیچا نہیں جاسکتا، اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا" إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ "[15] (اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، خنزیر، اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام کر دیا ہے۔) اس حدیث میں آپ ﷺ نے کچھ خاص چیزوں کا ذکر کر کے واضح کر دیا کہ یہ اور اس جیسی چیزیں حرام ہیں لہذا ان کی بیع بھی حرام ہو گی ایسی تجارت کے ممنوع قرار دینے سے معاشرے کو نہ صرف گندگی اور نقصان دہ چیزوں سے محفوظ رکھنا مقصود تھا بلکہ معاشی طور پر بھی لوگوں کو غلط اور بے کار سرمایہ کاری سے بچانا بھی ضروری تھا تاکہ لوگ اسلامی اصولوں کے ساتھ سرمایہ کاری کریں اور خیر و برکت پائیں اور معاشرے کی معاشی ترقی و استحکام میں اپنا حصہ ڈالیں۔

3۔ مال کو قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت

یہ بات اس اعتبار سے بڑی اہم ہے کہ بائع کو اپنی چیز کے متعلق مکمل معلومات ہونی چاہیں تاکہ مشتری کو ہر لحاظ سے مطمئن کر سکے اور غلط بیانی نہ ہو اسی لیے یہ اصول رکھا کہ قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت نہ کرے کیونکہ اس صورت میں اسے علم ہی نہ ہو گا اور غلط بیانی کا بہت زیادہ امکان ہو گا نبی کریم ﷺ نے فرمایا:" مَنِ اشْتَرَى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ۔[16] (جو شخص غلہ خریدے تو اسے ناپ کر لینے سے پہلے آگے فروخت نہ کرے۔)" اسی طرح حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ:" كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ، فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ، إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ، قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ۔[17] (رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم غلہ خریدا کرتے تھے تو آپ ﷺ ہم پر ایسے آدمی مقرر فرماتے جو ہمیں حکم دیتے کہ اسے فروخت کرنے سے پہلے اس جگہ سے جہاں ہم نے اسے خریدا تھا، کسی دوسری جگہ منتقل کریں)" ان احادیث سے واضح ہے کہ قبضہ ضروری ہے تاکہ چیز بھی واضح ہو جائے اور مشتری کو بھی کوئی شک شبہ نہ رہے۔ اس اصول میں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ پہلا بائع بھی افسوس میں نہ آئے کہ میں نے کم قیمت میں کیوں فروخت کیا کیونکہ دوسرا اسی جگہ زیادہ قیمت پر فروخت کر رہا ہو گا اور اس کا نتیجہ نفرت و حسد تک ہو سکتا ہے۔

4۔ مہنگائی سے روکنے کے اقدامات

نبی کریم ﷺ نے درج ذیل اقدامات فرما کر اشیاء کی قیمتیں بڑھنے سے روک دیا لہذا انہی اقدامات سے موجودہ دور میں خود ساختہ مہنگائی کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

ا۔ شہری دیہاتی کا سامان نہ بیچے

کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان نہ بیچے اس ضمن میں ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: "نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔[18] (رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال بیچے۔)" شہری کو دیہاتی کے لیے فروخت میں شامل نہ کرنے کی پہلی حکمت یہ ہے کہ وہ اپنا الگ منافع بنانے کی کوشش کرے گا دوسری حکمت یہ کہ وہ شہر کے لوگوں کی طلب کو جانتے ہوئے خواہ مخواہ قیمت بڑھادے گا۔

ب۔ بولی لگا کر بھاؤ بڑھانے کی ممانعت

بولی لگانے میں بائع کے کچھ ساتھی شامل ہو جاتے ہیں اور صرف قیمت بڑھانے کے لیے بولی لگاتے ہیں لہذا آپ ﷺ کا فرمان ہے: "نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ النَّجْشِ۔[19] (نبی ﷺ نے دھوکا دینے کے لیے نرخ بڑھانے سے منع کیا ہے۔)"

ج۔ بیع پر بیع کرنے کی ممانعت

بنی کریم ﷺ نے بیع پر بیع کرنے سے بھی منع کر دیا فرمایا: "نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ۔[20] (نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ ایک آدمی دوسرے کی خرید و فروخت پر خرید و فروخت کرے)" عمومی لحاظ سے ایک بیع پر دوسری بیع زیادہ منافع کے حصول کے لیے ہوتی اور دوسری بات یہ کہ ایسا کرنے میں امانت میں خیانت کا عنصر پایا جاتا ہے اور اس سے نفرت و مہنگائی بڑھتی ہے۔

د۔ ذخیرہ اندوزی کی ممانعت

احتکار یعنی ذخیرہ اندوزی کی وضاحت ابن حجرؒ نے ان الفاظ میں کی ہے "شرعی احتکار یہ ہے کہ غلہ کو روک لینا، فروخت نہ کرنا ،اس انتظار میں کے نرخ چڑھیں جبکہ عوام کو اس کی شدید ضرورت ہو"[21] ذخیرہ اندوزی چونکہ عوام الناس کے لیے پریشان کن اور نقصان دہ ہے اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا" مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ۔[22] (جس نے ذخیرہ اندوزی کی وہ گناہ گار ہے۔)"

5۔ جھوٹ بول کر یا جھوٹی قسم کے ساتھ فروخت کرنے کی ممانعت:

جھوٹ تو ویسے ہی برائیوں کی جڑ ہے اور جھوٹ میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے اسی طرح جھوٹی قسم جس معاملہ میں بھی ہو گی وہ ممنوع اور حرام ہو جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا:" ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة، ولا ينظر إليهم، ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم "، قال: فقراها رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاث مرارا، قال ابو ذر: خابوا، وخسروا، من هم يا رسول الله؟ قال: " المسبل، والمنان، والمنفق سلعته بالحلف الكاذب۔[23] (تین (قسم کے لوگ) ہیں اللہ ان سے گفتگو نہیں کرے گا، نہ قیامت کے روز ان کی طرف سے دیکھے گا اور نہ انہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا اور ان کے لیے درد ناک عذاب ہو گا۔" آپ ﷺ نے اسے تین دفعہ پڑھا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: ناکام ہو گئے اور نقصان سے دوچار ہوئے،

اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کون ہیں؟ فرمایا: "اپنا کپڑا (ٹخنوں سے) نیچے لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم سے اپنے سامان کی مانگ بڑھانے والا۔)"

دنیا کے تھوڑے سے فائدے کے لیے بڑا اور ہمیشہ کا فائدہ چھوڑ دینا کسی بھی صورت اچھی بات نہیں دوسرا جھوٹی قسم کا معاملہ جب ظاہر ہو گا تو نفرت اس حد کی ہو گی کہ اس میں انتقامی جذبہ نمایاں ہو گا جو سراسر معاشرتی بگاڑ کو بڑھائے گا اسی وجہ سے رحمۃ للعالمین ﷺ نے اصولی طور پر اس بُرے عمل سے روک دیا تاکہ معاشرے میں سکون واستحکام ہو۔

6۔ماپ تول میں کمی کرنے کی ممانعت:

سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ ماپ تول کے معاملے میں انتہائی خبیث تھے فرمایا: "لما قدم النبی صلی الله علیه وسلم المدینة كانوا من اخبث الناس كیلا، فانزل الله سبحانه ویل للمطففین فاحسنوا الكیل بعد ذلك۔[24] (جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ والے ناپ تول میں سب سے برے تھے، اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ: «ویل للمطففین» "خرابی ہے کم تولنے والوں کے لیے الخ" اتاری اس کے بعد وہ ٹھیک ٹھیک ناپنے لگے۔)"

ماپ تول میں کمی یقیناً حق مارنے والی بات ہے اور ایسا کرنا بڑے گناہوں میں شامل ہے لہذا اس عمل کو حرام قرار دے کر نہ صرف لوگوں کو گناہ سے بچایا گیا ہے بلکہ ان کے حقوق کو بھی محفوظ کیا ہے تاکہ معاشرہ خوش حال اور مستحکم ہو۔

7۔سود کو حرام قرار دینا:

قرآن کریم میں اس کی حرمت کے بارے میں ارشاد ہوا: "وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا۔[25] (حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا)" دینِ اسلام میں سود کی وضاحت بڑی تفصیل سے کر دی گئی ہے یہاں ان سب باتوں کو بیان کرنا طوالت کا باعث ہو گا کیونکہ بالاتفاق سود حرام ہے۔[26] یہاں صرف اس کے حرام ہونے کی حکمت بتائی جاتی ہے کہ سود اپنی ہر شکل میں معاشرتی بگاڑ کا باعث ہے اس کی وجہ سے نفرت، دشمنی اور حسد کے جذبات ابھرتے ہیں اور ساتھ ساتھ اللہ کی طرف سے اس معاشرے کی معیشت تنگ کر دی جاتی ہے اللہ کا فرمان ہے: "يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ۔[27] (اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے)" یعنی سود کا کوئی بھی معاملہ ہو وہ لوگوں کے لیے نقصان دہ ہے۔

***۔عصری تجارتی معاملات اور نبوی معاشی اقدامات:**

پاکستان میں تجارتی معاملات کو بنظر غور دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تجارتی اخلاقیات کا بھی فقدان ہے جبکہ نبوی معاشی اقدامات میں یہ واضح ہے کہ جو شخص دھوکہ دیتا ہے، جھوٹی قسم کھاتا ہے نامناسب منافع خوری کرتا ہے ملاوٹ اور خیانت کرتا ہے یہ سب بنیادی اخلاقی تعلیمات سے دور ہیں لہذا دینِ اسلام کے مطابق وہ گنہگار ہونگے۔ دوسرا پہلو بھی واضح کیا گیا ہے کہ جو لوگ نبوی معاشی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے خیر وبرکات اٹھالیتے ہیں اور ان کی معیشت کو تنگ کر دیا

جاتا ہے۔ آج پاکستان میں معیشت کی بد حالی کی یہی وجہ قرار دی جاسکتی ہے لہٰذا معاشی ترقی اور خوشحالی کے لیے ضروری ہے کہ نبوی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور اپنے رب سے توبہ استغفار کیا جائے اور اللہ مالک الملک سے خیر و برکت طلب کی جائے۔

عصرِ حاضر میں عموماً خریدار چیزوں پر قبضہ کئے بغیر فروخت کر دیتا ہے جسکی وجہ سے کہیں نہ کہیں جہالت و لاعلمی کے سبب غلط بیانی ہو سکتی ہے اور اس غلطی سے معاشرے میں بگاڑ ہو سکتا ہے۔

چیزوں کی پیدائش سے متعلق لوگوں سے ایسے معاہدات آجکل ہوتے ہیں کہ وہ اپنی چیزیں صرف مخصوص خریدار کو ہی دے سکے گا جبکہ خریدار خود اپنی مرضی سے اسکی قیمت بھی مقرر کر سکے گا۔ اسکی عمومی صورت یہ ہوتی ہے کہ چیزیں تیار کرنے والے کو ایڈوانس رقم زیادہ دے کر اسے مجبور کر دیا جاتا ہے یہ صورت وہی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے تجارتی قافلے سے آگے پہنچ کر مال خریدنا منع فرمایا اس میں بھی سرمایا دار منڈی میں اپنی من مانی کرتا ہے اسی طرح آپ ﷺ نے شہری کو دیہاتی کے مال کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے ان سب صورتوں میں موجودہ Monopoly کو روکا ہے تاکہ مہنگائی کو روکا جاسکے۔

قسطوں میں خریداری جائز ہے لیکن آجکل ایک خرابی یہ ہے کہ خریدار تھوڑی دیر بعد اسی بائع کو کم قیمت میں وہی چیز فروخت کر دیتا ہے اور نقد رقم استعمال کرتا ہے یا پھر بائع سے یہ معاہدہ کرنا کہ مشتری ایک معین مدت کے بعد وہی چیز کم قیمت پر پہلے بائع کو فروخت کر دے اور اضافی رقم بعد میں اسے ادا کر دے تو یہ جائز نہ ہو گا کیونکہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کا ایک سبب بیع العینہ کو قرار دیا ہے فرمایا: "اذا بایعتم العینۃ۔[28] (اور جب تم بیع العینہ کروگے)" اس کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی کوئی چیز مقررہ قیمت پر معین وقت تک فروخت کرے اور بعد میں وہی چیز خریدار سے کم قیمت پر خرید لے زائد رقم اس کے ذمہ باقی رہ جائے۔[29] موجودہ دور میں مہنگائی ایک بڑا مسئلہ ہے اس پر قابو پانے کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ کے معاشی اقدامات کو نافذ کیا جائے تاکہ معاشی ترقی، خوشحالی، خیر و برکات اور معاشرتی استحکام حاصل ہو۔

حوالہ جات

[1] القرآن، البروج 12:85

[2] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن، اَبْوَابُ الْبُيُوعِ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ (بَابُ مَا جَاءَ فِي التُّجَّارِ وَتَسْمِيَةِ النَّبِيِّ إِيَّاهُمْ)، رقم الحدیث: 1209

[3] بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کِتَابُ البُيُوعِ (بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ)، رقم الحدیث: 2072

[4] بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کِتَابُ البُيُوعِ (بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ)، رقم الحدیث: 2075

[5] النساء 29:4

[6] ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، کتاب التجارات، بَابُ: بَيْعِ الْخِيَارِ، رقم الحدیث: 2185

[7] البقرہ 282:2

[8] بخاری، الجامع الصحیح، کِتَابُ الْبُيُوعِ، بَابُ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، رقم الحدیث: 2110

[9] ابن ماجہ، کِتَابُ التِّجَارَاتِ (بَابُ مَنْ بَاعَ عَيْبًا فَلْيُبَيِّنْهُ)، رقم الحدیث: 2246

[10] مسلم، الجامع الصحیح۔ کِتَابُ الْبُيُوعِ (بَابُ إِبْطَالِ بَيْعِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ)، رقم الحدیث: 1513

[11] مسلم، الجامع الصحیح۔ کِتَابُ الْبُیُوعِ (بَابُ إِبْطَالِ بَیْعِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ)، رقم الحدیث: 1513

[12] بخاری، الجامع الصحیح، کِتَابُ الْبُیُوعِ (بَابُ بَیْعِ الْمُلَامَسَةِ)، رقم الحدیث:2144

[13] شوکانی، محمد بن علی بن محمد نیل الأوطار شرح منتقى الأخبار من أحادیث سید الأخیار، ج:3، ص:521

[14] ابو داود، السنن، کِتَابُ الْإِجَارَةِ، باب فِي ثَمَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْتَةِ، رقم الحدیث:3488

[15] بخاری، الجامع الصحیح، کِتَابُ الْبُیُوعِ (بَابُ بَیْعِ الْمَیْتَةِ وَالأَصْنَامِ)، رر قم الحدیث:2236

[16] مسلم، الجامع الصحیح، کِتَابُ الْبُیُوعِ (بَابُ بُطْلَانِ بَیْعِ الْمَبِیعِ قَبْلَ الْقَبْضِ)، رقم الحدیث:1528

[17] مسلم، الجامع الصحیح، کِتَابُ الْبُیُوعِ (بَابُ بُطْلَانِ بَیْعِ الْمَبِیعِ قَبْلَ الْقَبْضِ)، رقم الحدیث:1527

[18] بخاری، الجامع الصحیح، کِتَابُ الْبُیُوعِ (بَابُ مَنْ کَرِهَ أَنْ یَبِیعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِأَجْرٍ)، رقم الحدیث:2159

[19] بخاری، الجامع الصحیح، کِتَابُ الْبُیُوعِ (بَابُ النَّجْشِ، وَمَنْ قَالَ: «لاَ یَجُوزُ ذَلِکَ الْبَیْعُ»)، رقم الحدیث:2142

[20] بخاری، الجامع الصحیح، کِتَابُ النِّکَاحِ (بَابُ لاَ یَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِیهِ حَتَّى یَنْکِحَ أَوْ یَدَعَ)، رقم الحدیث:5142

[21] ابن حجرؒ، أحمد بن علي بن محمّد بن محمّد بن علي بن محمود بن أحمد الکناني العسقلاني، فتح الباری شرح بخاری، ج:5، ص:81

[22] مسلم، الجامع الصحیح، کِتَابُ الْمُسَاقَاةِ وَالْمُزَارَعَةِ (بَابُ تَحْرِیمِ الِاحْتِکَارِ فِي الْأَقْوَاتِ)، رقم الحدیث:1605

[23] مسلم، الجامع الصحیح، کِتَابُ الْإِیمَانِ، باب بَیَانِ غِلَظِ تَحْرِیمِ إِسْبَالِ الْإِزَارِ وَالْمَنِّ بِالْعَطِیَّةِ وَتَنْفِیقِ السِّلْعَةِ بِالْحَلِفِ وَبَیَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِینَ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یَنْظُرُ إِلَیْهِمْ وَلَا یُزَکِّیهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِیمٌ: رقم الحدیث:293

[24] ابن ماجہ، لاسنن، کتاب التجارات، بَابُ: التَّوَقِّي فِي الْکَیْلِ وَالْوَزْنِ، رقم الحدیث:2223

[25] البقرہ2:275

[26] موسوعة الاجماع في الفقه الاسلامي، دار الهدیٰ النبوی، مصر، ج:1، ص:429

[27] البقرہ2:276

[28] ابو داود، السنن، کِتَابُ الْإِجَارَةِ، رباب فِي النَّهْيِ عَنِ الْعِینَةِ، قم الحدیث:3462

[29] عبد الرحمن کیلانی، سبل السلام، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد، ج:3، ص:1132